حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

● **کتاب: معیاری ادب......خدا حافظ؟ مرتب: جمشید اقبال**

ضخامت: ۱۱۲ صفحات　قیمت: ۲۰۰ روپے　ناشر: پیس پبلی کیشنز بہاول پور

ایک زمانہ تھا۔ جب اردو ادب میں علمی سوال اہمیت رکھتا تھا اور اس سے ایک نئی بحث کا آغاز ہوتا تھا۔ جو دیر تک چلتی تھی مگر اب طویل عرصہ سے خاموشی ہے۔ جو جی میں آئے لکھتے رہے، کسی کو کوئی فکر نہیں کیا لکھا جا رہا ہے۔ اس تنقیدی سکوت میں جمشید اقبال نے سوال اٹھایا ہے کہ ’’معیاری ادب......خدا حافظ؟‘‘ اس پر بحث ہونی چاہیے تا کہ بات آگے چلے۔ اس کتاب کو دیکھ کر مجھے محمد حسن عسکری مرحوم یاد آئے انھوں نے اس موضوع پر لکھا تھا اور اردو ادب میں ہلچل محسوس ہوئی تھی اور دیر تک اس کا تذکرہ رہا۔ یہ اردو ادب کا بہترین دور کہا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود عسکری مرحوم اس سے مطمئن نہیں تھے۔ انھوں نے دو مضمون لکھے پہلا ۱۹۵۱ء کو ماہنامہ ’’مخزن‘‘ لاہور میں ’’موجودہ ادبی جمود اور اس کے کچھ اسباب‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا۔ اور مارچ ۱۹۵۵ء ماہنامہ ’’ادب لطیف‘‘ میں ایک فیصلہ کن مضمون ’’ادب کی زندگی اور موت‘‘ شائع ہوا۔ اس مضمون کے آخر میں وہ لکھتے ہیں:

> ’’میں نے خود تو ایک مدّت سے کوئی افسانہ نہیں لکھا۔ مگر تخلیق پر ایمان تو قائم ہے۔ میں ادب کی موت کا ذکر کرتا ہوں تو اس لیے کہ یہ بھی ایک تخلیقی عمل ہے۔ کیا ہمارے ادیب اتنے کم حوصلہ ہیں کہ زندگی تو زندگی، موت سے بھی ڈرنے لگے ہیں۔ زندگی تو کہیں زیادہ مشکل چیز ہے۔ پہلے تو موت کا بار اٹھانے کی مشق کیجیے۔ زندگی کے مطالبے تو بہت سخت ہوں گے۔‘‘

اس کے بعد اس موضوع پر بہت کم لکھا گیا۔ لیکن کتاب پہلی بار شائع ہوئی ہے۔ جمشید اقبال کی مرتبہ کتاب دیکھ کر مجھے عسکری مرحوم یاد آ گئے۔ ہر چند کہ اس میں جن ناقدین کے مضامین شامل ہیں ان میں سوائے ڈاکٹر جمیل جالبی کے کوئی نقّاد عسکری صاحب کے برابر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ مرتب نے اس کتاب کے دیباچے (حرفے چند) کو ’’ادبی یکسانیت + ادبی لایعنیت = فکری بحران‘‘ کا عنوان دیا ہے۔ یہ جذباتی انداز میں لکھا گیا ہے۔ ایک اقتباس دیکھیے:

> ’’اس کے علاوہ میں اور کیا کہوں کہ اس یکسانیت نے جہاں بانجھ پن کو عام کیا ہے۔ وہاں نامردی جیسے مرض کو بھی جگہ جگہ پھیلا دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر طرف ادبی ہیجڑے تالیاں پیٹتے نظر آ رہے ہیں۔ یہ ادبی ہیجڑے